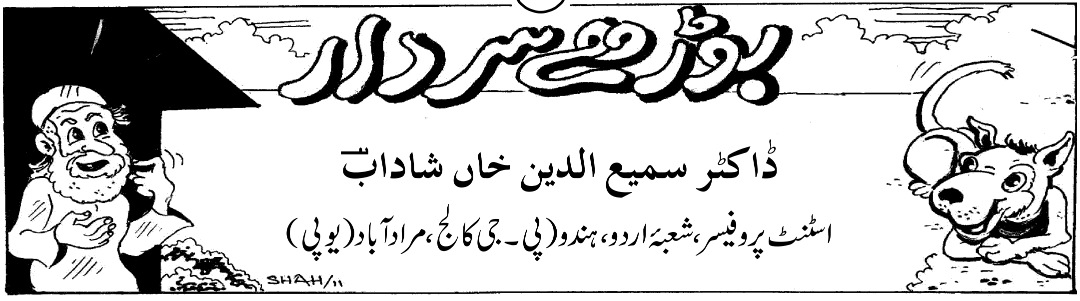

بوڑھے سردار

ڈاکٹر سمیع الدین خاں شاداب
اسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، ہندو (پی۔جی کالج، مرادآباد (یوپی)

بچو! ایک بار کی بات ہے کسی گھنے جنگل میں جنگلی کتوں کا ایک جھنڈ رہتا تھا۔ اس جھنڈ کے سارے کتے بہت خونخوار، طاقتور اور تیز رفتار تھے۔ کتوں کے اس پورے جھنڈ کا ایک سردار تھا۔ اس کا رنگ گہرا چمکتا ہوا کالا تھا اس لیے اس کو سب کالو سردار کہتے تھے۔ دوسرے کتوں کے مقابلے میں وہ زیادہ طاقتور، حوصلہ منداور بہادر تھا۔ اس کا قد کافی اونچا تھا، اس کی ٹانگیں زیادہ لمبی اور مضبوط تھیں، جبڑا بہت چوڑا اور اس کی آواز بھی بہت گونج دار اور اونچی تھی۔ کالو سردار نے اپنی بہادری اور حوصلے سے سبھی کتوں کو ایک بڑے جھنڈ کی شکل دے رکھی تھی۔ جھنڈ کے سارے کتے اس کا حکم مانتے تھے۔ کسی کتے میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ سردار کے خلاف کچھ کر سکے۔

صبح ہوتے ہی کتوں کا یہ جھنڈ شکار کے لیے نکلتا۔ آگے آگے ان کا لیڈر کالو نہایت رعب دار طریقے سے چلتا اور اس کے پیچھے باقی کتوں کا غول رواں دواں رہتا۔ راستے میں کوئی بھی جانور دور سے ہی اس جھنڈ کو دیکھ کر اِدھر اُدھر بچ کر اپنی جان بچاتا پھر دُم دبا کر بھاگ کھڑا ہوتا۔ ورنہ کتوں کا یہ غول اس جانور کو چیر پھاڑ کر چٹ کر جاتا۔

بڑے بڑے جانور بھی اس جھنڈ کا شکار بن جاتے تھے۔ بڑی جنگلی بھینسیں، سانڈ، نیل گائیں، بارہ سنگھے غرض یہ کہ کوئی بھی بڑا جانور جو اُن کی زد میں آتا ان کا شکار بن جاتا۔ شیر، چیتا، ہاتھی اور بھالو کو چھوڑ کر جنگل کے باقی سب جانور اس جھنڈ سے خوفزدہ رہتے۔ کتوں کے اس جھنڈ کے طاقتور اور حملہ آور ہونے کا راز تھا اس جھنڈ کا سردار یعنی 'کالو سردار'۔

کالو سردار پہلے سونگھ کر حالات بھانپتا، کان کھڑے کرکے آس پاس کی آہٹ سنتا اور پھر ایک دم بڑی پھرتی سے شکار پر حملہ کر دیتا۔ اس کے حملہ کرتے ہی باقی کتّے بھی بڑی تیزی سے شکار پر ٹوٹ پڑتے۔ جب تک شکار ہونے والا جانور کچھ سمجھ پاتا تب تک سب کتّے مل کر اس کو پچھاڑ دیتے اور اس کا کام تمام کر دیتے۔ دن بھر یہ جھنڈ جنگل میں شکار کرتا پھرتا اور تازہ گوشت کھاتا۔ اس طرح جھنڈ کے سب کتے نہایت فربہ، طاقتور اور صحتمند ہو گئے تھے۔

وقت گزرتا گیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ہی کالو سردار بھی بوڑھا ہونے لگا۔ اب اس کے جسم میں زیادہ

پھرتی نہیں رہی۔ اس کی مضبوط اور لمبی ٹانگوں میں تیز دوڑنے کی طاقت کم ہونے لگی تھی۔ خود کالو بھی محسوس کرنے لگا تھا کہ اس میں وہ طاقت اور ہمت اب نہیں ہے جو اس کی جوانی کے دور میں تھی جو ایک اچھا اور مضبوط سردار ہونے کے لیے ضروری ہے۔ دماغی طور پر وہ زیادہ ہوشیار اور سمجھدار تو ضرور ہو گیا تھا اور یہ چیز اس کے عمر بھر کے حاصل کیے ہوئے تجربات کی وجہ سے تھی، لیکن خالی تجربے بھلا کیا کر سکتے ہیں حکومت اور سرداری پر قبضہ جمائے رکھنے کے لیے جسم کی طاقت بھی تو چاہیے۔

کالو بوڑھا تو ضرور ہو گیا تھا، لیکن اپنی ہمت، حوصلہ مندی اور بہادری کے پردے میں اپنے بڑھاپے کو چھپائے ہوئے تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ اگر اس کے بڑھاپے کا راز کھل گیا، اس کی کمزوری جھنڈ کے دوسرے نوجوان کتوں پر ظاہر ہو گئی تو پھر اس کو کوئی بھی لیڈر نہیں مانے گا، کوئی بھی اس کا کہنا نہیں مانے گا۔

اس کا یہ ڈر صرف اس لیے نہیں تھا کہ اس کی سرداری چھن جائے گی اور پھر اس کا کیا ہوگا بلکہ اس کو یہ خوف بھی تھا کہ اگر وہ لیڈر نہیں رہا تو پورے جھنڈ کا کیا ہوگا؟ اس کی نظر میں کوئی اتنی صلاحیت والا کتّا پورے جھنڈ میں نہیں تھا جس کو ایک دم پورے جھنڈ کی سرداری سونپی جا سکے۔ جھنڈ میں کئی نوجوان کتے سردار بننے کے خواہشمند تھے۔ اگر سرداری حاصل کرنے کے لیے وہ آپس میں جھگڑا کرنے لگے تو پھر جھنڈ کی طاقت تو ختم ہی ہو جائے گی پورا جھنڈ بکھر جائے گا۔ جنگل میں بڑے جانور جو ابھی تک اس جھنڈ سے ڈرتے تھے جھنڈ کے کمزور پڑتے ہی حاوی ہو جائیں گے اور پھر...؟؟؟

آگے کی بات تو سوچ کر ہی وہ کانپ جاتا۔ بس اسی لیے وہ چاہتا تھا کہ اس کا بڑھاپا چھپا رہے، اس کی کمزوریوں کا کسی کو پتہ نہ چلے۔

لیکن سچائی یہ تھی کہ وہ دن بہ دن کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ کچھ اپنی فکر، کچھ اپنے جھنڈ کی فکر ان سب باتوں نے اُس سردار کتے کو اور زیادہ کمزور اور بوڑھا کر دیا تھا۔

اس طرح کالو زیادہ تیزی سے بوڑھا ہونے لگا۔ اب شکار پر حملہ کرنے کی وہ پھرتی اس میں نہیں رہی تھی جو اس کی جوانی کے دنوں میں تھی۔ اس بات کو جھنڈ کے دوسرے کتے بھی محسوس کر رہے تھے، خاص طور سے نوجوان کتوں کی نظر اس کی ہر حرکت پر تھی۔

اور ایک دن جب صبح کو کالو کی آنکھ کھلی تو اس کے جسم میں درد ہو رہا تھا، جسم کا ہر جوڑ جیسے اکڑ گیا ہو ساتھ ہی بخار بھی تھا، اس کی طبیعت اتنی خراب تھی کہ وہ ٹھیک سے اُٹھ نہیں پا رہا تھا۔ کئی بار کوشش کے بعد بھی وہ اُٹھ نہ سکا اور اپنی جگہ لیٹا ہی رہا، چند کتے اس کے پاس آئے اور انھوں نے شکار پر چلنے کی بات کہی، لیکن کالو بات ٹال گیا۔ دن بھر جھنڈ کے نوجوان کتوں نے شکار کرنے کی کوششیں کیں، لیکن تمام کوششیں بے کار رہیں، نوجوان کتے ناکام رہے اور جھنڈ کو کوئی بڑا شکار حاصل

نہ ہوسکا۔ ان کو بس چھوٹے موٹے شکار پر ہی صبر کرنا پڑا۔ جھنڈ میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ کالو خاموشی سے سب کچھ سن رہا تھا اس کی ہمت جواب دے چکی تھی۔ دن جیسے تیسے گزر گیا اور رات آ گئی۔ بوڑھے کالو نے اپنی ماند میں لیٹے لیٹے ہی سنا، ماند سے کچھ دوری پر ہی چند نوجوان کتے آپس میں سرگوشی کے انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ کالو نے غور سے سننا شروع کیا۔

''سردار اب بوڑھا ہوگیا ہے، شکار کرنے کے قابل نہیں رہا۔'' ایک نوجوان کتّے نے تھوڑی اونچی آواز میں کہا۔

''ہاں! لیکن ہم سب بھوکے کیوں رہیں؟'' دوسرے کتے نے سوال اُٹھایا۔

''نہیں، نہیں! ہمیں اب سردار کی ضرورت نہیں ہے ہم خود ہی مل جل کر شکار کرلیں گے۔'' پہلے کتے نے کچھ اور زیادہ اونچی آواز میں اپنی بات کہی۔

''لیکن جھنڈ کے دوسرے ساتھیوں کا کیا کرو گے جو سردار کی اب بھی عزت کرتے ہیں اور اس کے لیے اپنی جان تک دینے کو تیار ہیں۔'' کسی تیسرے کتے نے اندیشہ ظاہر کیا۔

پہلے کتّے نے پھر کہا: ''اس کا علاج بھی میرے پاس ہے....؟؟؟''

آگے کی ساری باتیں بہت دھیمے دھیمے سرگوشی کے انداز میں کہی گئیں، لیکن ان دھیمی باتوں سے آ رہی بغاوت اور سازش کی بو بوڑھے، لیکن تجربہ کار کالو نے سونگھ لی اور پھر سب کتوں کی دبی دبی، ہلکی ہلکی ہنسی کی آواز نے کتوں کے ارادوں کو ظاہر کردیا۔

کالو اب چوکنا ہوگیا اور اپنی جان بچانے کی ترکیبیں سوچنے لگا۔ ''اس بیماری اور کمزوری میں کہاں جاؤں؟ کہاں جاؤں؟ آخر کہاں....؟''

سوچتے سوچتے آدھی رات ہوگئی اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک چہرہ کوندا۔ ایک بوڑھے آدمی کا چہرہ....وہی آدمی جس نے ایک بار اس کو اس وقت پانی پلایا تھا جب وہ سخت گرمی کے موسم میں پیاس سے نڈھال ہوچکا تھا اور بھٹکتا ہوا اس بوڑھے آدمی کی جھونپڑی کے پاس پہنچ گیا تھا اس کی جھونپڑی جنگل کے آخری کونے پر تھی جہاں سے کچھ فاصلے پر ہی ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ پیاس سے بے حال کالو کو جب پانی ملا تو اس کو پہلی بار لگا کہ اس گھنے جنگل میں جہاں سب خونخوار درندے بنے ہوئے ہیں، جہاں یا تو ایک جانور دوسرے جانور کی جان لینے پر تُلا ہوا ہے یا پھر اپنی جان بچانے کی فکر میں ہر وقت چوکنا رہتا ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے محفوظ جگہ کی تلاش میں رہتا ہے۔ ایسے ماحول میں اگر کوئی کسی کی جان بچالے، پیاس سے نڈھال ایک خونخوار کتے کو پانی پلا دے تو وہ شخص ضرور بہت نیک اور رحمدل ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ اب اس کو وہیں پناہ مل جائے۔ یہ سوچ کر کالو آدھی رات کو آہستہ آہستہ دبے پاؤں اپنی جگہ سے نکلا اور رات کے اندھیرے میں ہی جنگل کے دوسرے کنارے کی طرف روانہ

ہوگیا۔

کالوابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اس کو اپنے پیچھے کچھ فاصلے پر آہٹ سنائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ جھنڈ کے باغی کتے اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔اس نے اپنی رفتار تیز کردی۔ وہ جلد سے جلد جنگل کے اس پار رحمدل آدمی کی جھونپڑی تک پہنچنا چاہتا تھا۔اس کی کمزور ٹانگوں میں نہ جانے کہاں سے وہ پہلی سی طاقت آگئی کہ وہ جھنڈ کے کتوں کو پیچھے چھوڑتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتے جارہا تھا۔ ہر لمحہ اس کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جارہی تھی۔ آخرکار وہ اپنی منزل پر پہنچ گیا۔سامنے بوڑھے آدمی کی جھونپڑی تھی۔ جھونپڑی کا دروازہ بند تھا۔ بوڑھا آدمی گہری نیند میں سورہا تھا۔کالو جھونپڑی کے دروازے پر جا کر رُک گیا اور اس نے منھ اوپر اُٹھا کر بڑی دردناک آواز میں زور زور سے رونا شروع کردیا۔اس کی آواز سے بوڑھے آدمی کی نیند کھل گئی۔وہ جلدی سے اُٹھا ایک ہاتھ میں لالٹین لی اور جھونپڑی کا دروازہ کھولا۔

''اچھا تو تو ہے۔'' شاید بوڑھا اس کو پہچان گیا تھا۔

کالو نے سر جھکا لیا۔

''بھوکا ہے۔'' بوڑھے آدمی نے پھر کہا اور جھونپڑی میں واپس لوٹنے لگا تب ہی اس کو کچھ آہٹ سنائی دی اس نے پلٹ کر دیکھا۔کئی خونخوار کتے تھوڑی دور کھڑے تھے۔

''اچھا تو یہ بات ہے۔''بوڑھا آدمی سب کچھ سمجھ گیا۔ وہ جلدی سے جھونپڑی میں گیا اور اس نے بڑی تیزی سے مشعل روشن کی اور ایک ہاتھ میں لاٹھی اور دوسرے میں مشعل لے کر کتوں کی طرف جھپٹا۔مشعل کی تیز روشنی اور آگ دیکھ کر کتے سہم گئے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ بوڑھے آدمی نے لاٹھی کو زمین پر زور زور سے مارنا شروع کیا۔ کتے اُلٹے پاؤں لوٹ گئے۔ بوڑھے آدمی نے کچھ دور تک ان کا پیچھا کیا اور پھر وہ لوٹ آیا۔

جھونپڑی کے دروازے پر اب بھی کالو کھڑا تھا۔

''سب بھاگ گئے، اب ڈر کی کوئی بات نہیں ہے۔'' کہتے ہوئے بوڑھے آدمی نے مشعل وہیں جھونپڑی کے دروازے پر لگا دی۔ وہ جھونپڑی میں گیا اور ہرن کا گوشت جو آج دن میں وہ جنگل سے شکار کرکے لایا تھا، کالو کو دے دیا۔اس کے بعد وہ بوڑھا آدمی اپنی جھونپڑی میں واپس چلا گیا اور اپنی چارپائی پر لیٹ گیا۔

بوڑھے آدمی کو اپنے گزرے ہوئے دن یاد آنے لگے۔ وہ جب ایک طاقتور، مضبوط اور خوبصورت نوجوان تھا تو وہ بھی خانہ بدوشوں کے ایک بڑے قبیلے کا سردار ہوا کرتا تھا۔ اپنی جوانی کے دنوں میں وہ اپنے قبیلے کو لیے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتا پھرتا تھا۔جس جگہ کوئی چیز سستے داموں میں ملتی، خرید لیتا اور پھر وہی چیز سیکڑوں میل دور دوسری جگہوں پر جا کر منافع کے ساتھ بیچ دیتا تھا۔سارا کاروبار اس کے حکم سے ہی چلتا تھا۔ اگر کسی جگہ دشمنوں سے دو دو ہاتھ کرنے کی

ضرورت پڑتی تو بھی وہ نہیں چوکتا، اپنے قبیلے کے جانباز ساتھیوں کے ساتھ وہ دشمن پر ٹوٹ پڑتا اور ان کو شکست دے کر اپنے قبیلے کی حفاظت کرتا۔ وہ اپنے قبیلے کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار رہتا تھا۔ پورے قبیلے میں اس کا دبدبہ تھا۔ کوئی اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا، لیکن جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی گئی اس کو لگنے لگا کہ قبیلے والے اس کو بس قبیلے کا ایک بزرگ ماننے لگے ہیں۔ اُس کی سرداری، اُس کا رُعب و دبدبہ اب ویسا نہیں رہا جیسے جوانی کے دنوں میں تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اُس کی حکم عدولی کی جاتی اور پھر اس کو لگنے لگا کہ قبیلے کو اس کی ضرورت نہیں رہی۔ بس اِسی دور میں ایک بار اس کا قبیلہ اس جنگل سے گزر رہا تھا۔ رات سر پر آ گئی اس لیے قبیلے کو اسی جنگل کے کنارے ڈیرا ڈالنا پڑا۔ آدھی رات کو سردار اُٹھا اور بہت خاموشی سے گھنے جنگل میں چلا گیا۔ صبح ہوئی تو کچھ لوگوں نے اُس کی تلاش ضرور کی، لیکن قبیلے کے زیادہ تر لوگ وہاں رُکنے کو تیار نہیں تھے اور پھر قافلہ آگے بڑھ گیا۔ بوڑھا جنگل سے باہر آیا اور آبادی سے کچھ دور جہاں سے جنگل شروع ہوتا تھا اپنی چھوٹی سی جھونپڑی بنا کر رہنے لگا۔ وہ جنگل سے سوکھی لکڑیاں، پھل، جڑی بوٹیاں، شہد، گوند، شکار کیے ہوئے جانوروں کی کھال، ہڈّیاں، سینگ وغیرہ بستی میں لے جاتا اور ان کے بدلے اپنی ضرورت کی چیزیں لے آتا۔ اس طرح وہ ایک خوشحال زندگی بسر کرنے لگا۔ یہ جنگل اس کی ہر ضرورت پوری کر دیتا تھا۔ دھیرے دھیرے بستی کے لوگ بھی اس سے مانوس ہو گئے اور اس کی مدد کرنے لگے۔ آج اُسی رحمدل بوڑھے سردار نے کالو کی جان بچا کر اس کو پناہ دی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا شاید یہ کتا بھی اُسی کی طرح ہی بوڑھا ہونے پر اپنے جھنڈ کے نظر انداز کرنے پر جھنڈ سے نکلنے پر مجبور ہوا تھا۔ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ جس قبیلے، جس جھنڈ کے لیے ساری جوانی محنت اور جان کی بازی لگا کر گزارو وہی جھنڈ، وہی قبیلہ....!!۔ اور پھر سوچتے سوچتے اس کو نیند آ گئی۔

صبح سورج کے نکلنے سے پہلے ہی بوڑھا سردار جاگ گیا۔ وہ اپنی چارپائی سے اُٹھا اور اس نے اپنی جھونپڑی کا دروازہ کھولا۔

دروازے پر کالو ایک پہرے دار کی طرح بیٹھا تھا۔ بوڑھے سردار کو دیکھتے ہی وہ کھڑا ہو گیا اور دم ہلانے لگا۔ یہ دیکھ کر سردار کو اچھا لگا۔

وہ بولا ''اچھا تو تم رات بھر جاگ کر پہرے داری کرتے رہے، چلو آؤ! ٹہلنے چلتے ہیں۔ پہلے بستی کے پاس بہتی ندی میں جا کر نہائیں گے اور بستی سے کچھ کھانے پینے کا سامان بھی لائیں گے۔'' یہ کہہ کر بوڑھے سردار نے ہاتھ میں لاٹھی لی اور بستی کی طرف چل دیا اس کے پیچھے پیچھے کالو، ایک وفادار پالتو کتے کی طرح چل رہا تھا۔

○○